سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۵۱

تاثیرِ قلوبِ اولیاء

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۵۱

تاثیرِ قلوبِ اولیاء

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : تَاثیرِ قُلوبِ اولیاء

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۱۶/ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۴/ اگست ۱۹۸۴ء، (دو بیانات کو مجموعہ) بروز منگل

مقام : خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۴جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۴مارچ ۲۰۱۶ء بروز پیر

زیرِ اہتمام : شعبہ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❁❁❁❁

دیدۂ اشک باریدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

تاثیرِ قلوبِ اولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قلوبِ اولیاء کی قیمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ[1]

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔[2]

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِسْنَادُ الْاِخْرَاجِ اِلَی النَّبِیِّ مَعَ کَوْنِ الْمُخْرِجِ الْحَقِیْقِیِّ ھُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَقْوٰی دَلِیْلٍ عَلٰی اَنَّ الشَّیْخَ مَدْخَلًا عَظِیْمًا فِیْ تَکْمِیْلِ الْمُرِیْدِ[3]

حقیقت میں کفر سے نورِ حق کی طرف نکالنے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں، پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ نسبت کرنے میں کہ وہ اپنی قوم کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لاتے ہیں اس بات کی انتہائی قوی دلیل ہے کہ مرید کی اصلاح اور اسے کمال درجہ تک پہنچانے میں شیخ کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔

---

[1] ابراھیم:۵

[2] آسان ترجمہ قرآن:۲/۸۰۰، ابراھیم (۵)، مکتبۃ معارف القرآن

[3] بیان القرآن: ابراھیم (۵)، ایچ ایم سعید

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ نقل کررہا ہوں کہ اس میں قوی نہیں اقویٰ دلیل ہے، اعلیٰ قوّت سے بھی زیادہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ والوں کے قلوب میں اللہ نے وہ صلاحیت و طاقت رکھی ہے کہ اگر ان کی صحبتوں میں اندھیروں کے عادی، گناہوں کے عادی، غیر اللہ سے دل لگانے والے اور غفلت کی دنیا میں اپنی زندگی کو ضایع کرنے والے آنا جانا رکھیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ چند دن میں ان کی کایا پلٹ جائے گی، حالات بدل جائیں گے، پھر کچھ دن میں رفتہ رفتہ جو ہوگا اس کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں تھانہ بھون حکیم الامّت کی خدمت میں گیا تو جو کیفیت ہوئی اسے شیخ کو مخاطب کرکے عرض کرتے ہیں ؎

نقش بتاں مٹایا دکھایا جمالِ حق
آنکھوں کو آنکھیں دل کو میرے دل بنادیا

جو اللہ کی محبت کے درد کو جانتا بھی نہیں تھا، اس گریجویٹ انگریزی دان کو آپ نے اللہ کا عاشق بنادیا۔ خواجہ صاحب گریجویٹ تھے، حسین تھے اور حسینوں کی محبت میں مغلوب رہتے تھے لیکن جب تھانہ بھون حضرت تھانوی کی خدمت میں گئے تو فرمایا ؎

آہن کو سوزِ دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بسمل بنادیا

اور فرمایا کہ ؎

مجذوب در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے
صد شکر حق نے آپ کا سائل بنادیا

یعنی میں آپ کے دروازے سے اللہ کی نسبت اور محبت کے موتی اپنے دامن میں بھر کر جارہا ہوں۔ دوستو یہ ہوتا ہے بزرگوں کا فیض! کاش ہم ان کی قدر کرلیں! جن لوگوں نے اللہ والوں کی قدر کرلی پھر ان کو کیا ملتا ہے؟ اس کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

انسان آہستہ آہستہ کیا سے کیا ہوجاتا ہے۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بابا عطار نے اللہ کے عشق کے سات شہروں کو طے کر لیا اور جلال الدین ابھی ایک گلی کے کوچے میں بیٹھا ہوا ہے۔

دینی رہبر کس کو بنائیں؟

بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

گر ہوائے ایں سفر داری دلا
دامنِ رہبر بگیر و پس بیا

اے دل! اگر تو اللہ کا عاشق بننا چاہتا ہے، تجھ کو اللہ کے راستے کی کچھ ہوس ہے تو کسی رہبر کامل کو پکڑ جو متبع شریعت ہو، متبع سنت ہو اور نیک ہو کیوں کہ بعض اوقات اس شکل میں چار سو بیس بھی ہوتے ہیں۔ مچھلی کی شکل میں کبھی پانی میں سانپ بھی آجاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی مچھلی ہیں لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میں اصلی مچھلی اور سانپ کا فرق بتاتا ہوں تاکہ تم کسی چکر باز پیر کے چکر میں نہ آجاؤ، فرماتے ہیں جب سانپ مچھلی پن دکھلائے تو یہ دیکھو کہ کتنی دیر تک یہ پانی میں رہتا ہے کیوں کہ جب تک تماش بین ہیں تھوڑی دیر تو خوب کرتب دکھائے گا لیکن پھر خشکی میں گھس جائے گا، بخار چڑھ جائے گا کیوں کہ وہ پانی کا جانور نہیں ہے۔ اسی لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دائم اندر آب کارِ ماہی است
مار را با او کجا ہمراہی است

اگر سانپ مچھلی پن دکھاتا ہے تو وہ دیرپا نہیں ہوتا، تھوڑی دیر کے بعد پھر بل میں گھس جائے گا، خشکی میں اپنے جسم کو خشک کرے گا ورنہ بخار چڑھ جائے گا۔ تو شریعت اور سنت اصل معیار ہے۔ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ سچے اللہ والوں کی پہچان سن لو۔ نمبر ایک شریعت اور سنت کا متبع ہو۔ اگر سنت پر عمل نہیں کرتا اور آپ کو آسمان پر اڑ کر اپنی پیری دکھاتا ہے تو شاعر کہتا ہے ؎

گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن
ترکِ سنت جو کرے شیطان گن

نمبر ایک شریعت اور سنت کا پابند ہو، نمبر دو اس کے دل میں اللہ کی محبت کی ایسی آگ لگی ہو کہ دوسروں کے دلوں میں اس آگ کو لگانا بھی جانتا ہو۔ ان کے پاس چند دن آنے جانے سے آپ کو اپنے اندر کچھ آگ لگتی ہوئی محسوس ہوگی۔ اس طرح روز بروز اللہ کی محبت کی ترقی اور دنیائے مردار کی محبت میں کمی آنے لگے گی اور دنیا میں بھی برکت آنے لگے گی۔ ایسا نہیں ہے کہ دنیا لُٹ جائے گی بلکہ دنیا لذیذ اور برکت والی ہوجائے گی، اللہ والوں کے صدقے اور طفیل میں سکون سے روٹی کھاؤ گے ان شاء اللہ۔ تو اللہ والوں کی دو علامات ہوگئیں، تیسری علامت یہ ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والے سب نیک اور شریعت کے پابند ہوں، ایسا نہیں ہے کہ ساٹھ ستر فی صد چرس پینے والے اور سٹّے کے نمبر پوچھنے والے ہیں اور دو چار بے چارے سیدھے سادے ہیں بلکہ اکثریت نیک اور صالح لوگوں کی ہو۔ کسی حکیم کے علاج سے پچپن فی صد لوگوں کو تو شفایاب ہونا چاہیے لیکن اگر ستّر فی صد مریض قبرستان جاتے ہیں صرف تیس فی صد اچھے ہوتے ہیں تو آپ کو وہاں نہیں جانا چاہیے۔

شیخ سعدی شیرازی نے فرمایا کہ ایک حکیم صاحب قبرستان گئے تو چادر سے اپنا منہ چھپالیا، ایک شاگرد نے پوچھا کہ حضور یہ قبرستان کے مردوں سے آپ کیوں شرمارہے ہیں؟ کہا کہ میں اس لیے شرمارہا ہوں کیوں کہ یہ سب ظالم میرے ہی علاج کے مارے ہوئے ہیں۔ یہاں جتنے مردے ہیں سب میرے علاج کی غلطیوں کے، میرے نسخے کے مارے ہوئے ہیں۔

اولیاء اللہ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے

اس لیے عرض کررہا ہوں کہ چند دن بزرگوں کے پاس جاکر دیکھو، جس بزرگ سے مناسبت ہو اس کے پاس جاؤ، بہت سے بزرگانِ دین آج بھی ہیں اور اللہ قیامت تک اولیاء اللہ کو پیدا کرتا رہے گا۔ جس اللہ نے ہمیں كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۲] کا حکم دیا ہے کہ کاملین کے پاس بیٹھو، تو کاملین کو پیدا کرنا بھی اللہ کے ذمے ہے۔ اگر کوئی باپ کہہ دے کہ میرے پیارے

---

[۲] التوبۃ:۱۱۹

بچو، روزانہ آدھا کلو دودھ پیا کرو۔ مگر ابانہ بھینس پالے، نہ گائے پالے اور نہ دودھ خریدے تو ایک دن ایک درجن بچے سب مل کر کہیں گے کہ آپ ہمیں روزانہ صبح و شام نصیحت کرتے ہیں کہ اے میرے بیٹو دودھ پیا کرو تو نہ گائے ہے نہ بھینس ہے اور نہ آپ دودھ کا انتظام کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ قرآن میں آیت تو نازل کردے **کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ** کہ اے لوگو تقویٰ والی زندگی اختیار کرو اور کاملین اور اللہ والوں کے پاس رہو۔ تو جو لوگ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں کہ سب اللہ والے چار سو بیس ہیں تو اس میں قرآن کا انکار ہے۔ قرآن قیامت تک کے لیے نازل ہوا ہے، قیامت تک خدا کے ذمے احساناً لازم ہے کہ وہ اولیاء اللہ کو پیدا کرتے رہے ورنہ قرآن پر عمل ناممکن ہو جائے گا۔ ہم لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اللہ والوں کو معمولی سمجھتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد ان کی قدر کرتے ہیں۔ بھائی زندگی میں ہی ان کی قدر کرلو۔

مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو ان کا چہرہ دیکھنے کے لیے تین لاکھ کا مجمع لگا ہوا تھا۔ ایک ظالم نے جل کر کہا کہ جب زندہ تھے تو اتوار کی مجلس میں مشکل سے چالیس پچاس آدمی آتے تھے اور اب تین لاکھ آدمی منہ دیکھنے آئے ہیں۔ زندگی میں فیض نہیں لیا اور مرنے کے بعد اب القابات لگا رہے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ تھے۔

آخرت کے تین رجسٹر کی اقسام

دیکھو میں اب ایک نصیحت کر رہا ہوں، اگر آپ دنیا میں تین چار بلڈنگ بنا گئے، دو چار کروڑ بینک بیلنس چھوڑ گئے، آپ کی اولاد ڈی ایس پی، وزیر اعظم یا ڈی آئی جی وغیرہ بن گئی۔ غرض یہ کہ آپ نے دنیا میں تو بہت نام پیدا کرلیا لیکن اگر آپ کی روح خدا کے پاس جاتے وقت حق تعالیٰ کی محبت، دوستی اور ولایت سے محروم رہی تو یہ بہت بڑے خسارے کا سودا ہوا۔ دنیا سے جاتے ہوئے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں کافر، فاسق یا ولی اللہ، آخرت میں تین قسم کے رجسٹر ہوتے ہیں، چوتھا کوئی رجسٹر نہیں ہوتا۔ آدمی یا تو کافر مرتا ہے یا فاسق مرتا ہے یا ولی اللہ مرتا ہے۔ چوتھی کوئی قسم نہیں ہے۔ الحمد للہ، اللہ نے ہم سب کو ایمان عطا فرمایا ہے، اب ہمارے پاس دو شکلیں ہیں یا تو ہم پورے کے پورے، سر سے پیر تک سنت کے متبع ہو جائیں، ہمیں دیکھ کر یہ معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آرہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران کے

بادشاہ کسریٰ کے بھیجے ہوئے دو قاصدوں کو دیکھا جن کی داڑھی نہیں تھی اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں، فَکَرِہَ النَّظْرُ اِلَیْھِمَا تو آپ نے ناراضگی سے اپنا چہرہ پھیر لیا اور فرمایا مَنْ أَمَرَکُمَا بِھٰذَا؟ تمہیں یہ کرنے کے لیے کس نے کہا ہے؟ انہوں نے کہا اَمَرَنَا رَبُّنَا یَعْنِیَانِ کِسْرٰی[۵] ہمیں ہمارے سردار یعنی کسریٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کٹاؤں۔

اے رسول اللہ کی شفاعت کے امید وارو، اے حوضِ کوثر پر جامِ کوثر مانگنے کی دل میں امنگیں لیے ہوئے امتیو! کم سے کم اپنی شکل تو ایسی بنالو کہ رسولِ خدا میدانِ محشر میں دیکھ کر منہ نہ پھیریں بلکہ یہ کہیں کہ میرا اُمّتی آرہا ہے۔ بقول خواجہ صاحب کہ جب اپنی داڑھی قیامت کے دن اللہ کو دکھاؤں گا تو کہوں گا۔

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

اے اللہ میں تیرے محبوب کی شکل لے کر آیا ہوں، اس کی برکت سے ہی ہم پر اپنا کرم کردے۔ وہ کریم مالک ہے، اس کا فقیر بن کر اس کے در سے اس کا کرم مانگ کر تو دیکھو، اس کے کرم کا تماشہ تو دیکھو۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

دوستو ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے "داڑھی کا وجوب" اس رسالے میں داڑھی رکھنے کے وجوب پر چاروں اماموں یعنی امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا اجماع لکھا ہے۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنے پر کسی عالم کا، کسی صحابی کا، کسی نبی کا اختلاف نہیں ہے۔ جنت میں کسی کی داڑھی نہیں ہوگی، آپ یہ تمنّا جنت میں پوری کر لیجیے گا۔ جنت میں تیس سال کی عمر ہوگی اور آنکھیں ایسی ہوں گی جیسے ہرن کی ہوتی ہیں یعنی کاجل لگی ہوئی، جنتی نہایت حسین و جمیل ہوں گے۔ اسی

۵ فقه السيرة للألباني: ۱/۳۵۹، حسّنه الألباني ولم يذكر كره النظر اليهما / البداية والنهاية: ۴/۳۰۷

طریقے سے عورتیں اور حوریں بھی نہایت حسین ہوں گی۔ ان کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ وَلَوِ اطَّلَعَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَى الْاَرْضِ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَّ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَنَصِيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا[۶] اگر جنتی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو زمین وآسمان اس کی خوشبو سے معطر ہو جائیں اور ساری دنیا روشن ہو جائے اور اس کے سر پر جو دوپٹہ ہے وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ سبحان اللہ! عربی لغت میں حور کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ جو آپ کو حیرت میں ڈال دے۔

وہ سامنے ہیں نظامِ حواس برہم ہے
نہ آرزو میں سکت ہے نہ عشق میں دم ہے

دنیا میں لطفِ جنّت کا حصول

دوستو دنیا کی اس زندگی میں لوگ پوچھتے ہیں کہ جنت کا نقشہ بتاؤ؟ میں کہتا ہوں کہ یہیں اللہ والے بن جاؤ، اگر تمہارے قلب کے اندر جنت سے زیادہ مزہ نہ آنے لگے تو کہنا۔ ارے جب خالقِ جنت دل میں آگیا تو جنت کیا چیز ہے۔ عقل سے سوچو جنت کا پیدا کرنے والا، حوروں کا خالق اور جنت کی ساری نعمتوں کا پیدا کرنے والا جس کے دل میں آتا ہے تو اس کے دل کے عالم کا کیا عالم ہوتا ہے۔

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جس کے دل میں خدا آتا ہے، سارا عالم اس کی نگاہوں سے گر جاتا ہے، وہ سلطنت اور بادشاہوں کے تخت و تاج کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ حافظ شیرازی فرمایا کرتے تھے۔

چوں حافظ گشت بے خود کے شمارد
بہ یک جَو مملکت کاؤس و کے را

جب حافظ اللہ کی محبت میں اور اس کی یاد میں مست ہوتا ہے تو "کاؤس" اور "کے" کی سلطنت کو

۶؎ کنز العمال: ۳۰۴/۴ (۱۰۶۱۶)، کتاب الجهاد، مؤسسة الرسالة

ایک جو کے عوض خریدنے کو تیار نہیں ہوتا۔ دوستو میں اللہ والوں کی باتیں نقل کر دیتا ہوں کیوں کہ ان کی باتوں میں اللہ کی محبت کا نشہ ہوتا ہے، خدا اختر کو بھی ایسا ہی کر دے ؎

کاش کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

آپ نے یہ مصرع تو بہت سنا ہو گا لیکن میں نے اس میں ترمیم کی ہے کہ ؎

کاش کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

یعنی اے اللہ جس طرح تو اختر کو شان دار بیان کرنے کی توفیق دیتا ہے، اس کے قلب و روح کو بھی ایسا ہی مست کر دے بلکہ اس سے بھی زیادہ تاکہ میرا باطن میرے ظاہر سے زیادہ آپ کا عاشق ہو۔ اگر ہم منبر پر اللہ کی محبت کو بیان کرتے ہیں تو ہماری تنہائیاں بھی اللہ کی یاد میں رونے والی ہوں، اللہ کی محبت سے مست ہوں۔

جنّت کی نعمتوں کا بیان

میرے بعض دوست جنّت کی تفصیلات بیان کرنے کی تمنا کرتے ہیں، ان سے کہتا ہوں کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُوْنَ عَلَى الْجَبَّارِ كُلَّ يَوْمٍ مَّرَّتَيْنِ فَيَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ[۷]

اللہ تعالیٰ جنت میں ہر روز دو مرتبہ اپنا کلام خود پڑھ کر سنائیں گے۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی آواز سن کر اہل جنت کو اتنا مزہ آئے گا کہ دنیا میں کبھی ایسا لطف نہیں آیا ہو گا۔ دنیا میں بھی بعض لوگوں کی بہت اچھی آواز ہوتی ہے تو جو ان آوازوں کا خالق ہے اس کا کیا عالَم ہو گا! ؎

جی اُٹھے مردے تیری آواز سے

ایسے ہی جنّت میں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار بھی کرائیں گے اور فرشتوں کے واسطے کے بغیر سلام بھی فرمائیں گے۔ قرآن پاک میں ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ[۸] مہربان رب سلام کرے گا۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے یہاں رَحِيْمٍ کا لفظ

---

۷ کنز العمال: ۱۴/۴۷۶ (۳۹۳۲۵)، باب ذکر الجنة وصفتها، مؤسسة الرسالة

۸ یٰسٓ: ۵۸

اس لیے نازل فرمایا ہے کہ اللہ اپنے غلاموں کو اپنی رحمت کی وجہ سے سلام کریں گے، یہ ہمارا حق نہیں ہوگا، ہم اس قابل نہیں ہوں گے کہ مالک ہمیں سلام کرے۔ جنت میں اللہ تعالیٰ اپنے غلاموں کو روزانہ یوں سلام فرمائیں گے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ[۹] اے جنت والو تم کو تمہارے مولیٰ کی طرف سے سلام ہو۔ لیکن یہ سلام رحمت کی وجہ سے ہوگا، ہماری قابلیت کی وجہ سے نہیں ہوگا۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا ظہور ہوگا، چناں چہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کا مزہ الگ ہوگا، حوروں کا مزہ الگ ہوگا اور دوستو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا مزہ الگ ہوگا۔

ایک مرتبہ ایک صحابی ٹکٹکی باندھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا بات ہے جو اس طرح دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے ایک غم ستارہا ہے کہ جنّت میں آپ کا درجہ تو اونچا ہوگا اور ہم لوگ جو امتی ہیں وہ نچلے درجے میں ہوں گے۔ ہم دنیا میں آپ کو نہیں دیکھتے تو بے چین رہتے ہیں، تو ہماری جنّت بھی کیا جنّت ہوگی جس میں ہم آپ کو نہ پائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ[۱۰] تو جس سے محبت کررہا ہے اسی کے ساتھ وہاں بھی ہوگا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جو جس کے ساتھ محبت کرے گا جنت میں بھی اسی کے ساتھ رہے گا۔

اللہ والے جنّت میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہوں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ[۱۱]

جو لوگ آپس میں اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں، یہ سمجھ کر کہ یہ اللہ والا ہے اس سے اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، حالاں کہ خون کی کوئی رشتہ داری نہیں ہوتی، کوئی علاقائی تعلق نہیں ہوتا،

۹ روح المعانی:۲۳/۳۸،یٰسٓ (۵۸)،دار احیاء التراث،بیروت

۱۰ جامع الترمذی:۲/۶۴،باب المرء مع من احب،ایچ ایم سعید

۱۱ مؤطا امام مالک:۲۳، باب ما جاء فی المتحابین فی اللہ /کنز العمال:۹/۸(۲۴۶۷۰)،باب من کتاب الصحبۃ فی الترغیب فیھا،مؤسسۃ الرسالۃ

زبان کی محبت نہیں ہوتی، وطنیت کی بات نہیں ہوتی صرف ایک واسطہ ہے کہ یہ اللہ والا معلوم ہوتا ہے، ہم اللہ کے لیے اس کے پاس جاتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَوْ اَنَّ عَبْدَیْنِ تَحَابَّا فِی اللہِ عَزَّوَجَلَّ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کے لیے آپس میں محبت کی وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَالْاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ اگر ان میں سے ایک مشرق میں رہتا ہے اور دوسرا مغرب میں رہتا ہے لَجَمَعَ اللہُ بَیْنَهُمَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ تب بھی قیامت کے دن اللہ ان کو ضرور اکٹھا فرمائیں گے، یَقُوْلُ هٰذَا الَّذِیْ کُنْتَ تُحِبُّهٗ فِیَّ[۱۲] اور فرمائیں گے اے بندے یہ وہ بندہ ہے جس سے تو صرف میرے لیے محبت کرتا تھا، آج ہم نے تم دونوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ دنیا میں کوئی بندہ لاہور میں رہتا تھا، کوئی کراچی میں اور کوئی ہندوستان میں، نہ جانے اولیاء اللہ کہاں کہاں رہتے ہیں لیکن اگر ہم ان سے محبت رکھتے ہیں، اگرچہ ہمارے جسم ان سے دور ہوں لیکن اگر ہمیں ان سے قلب سے محبت ہے، وقت اور فرصت میں آنا جانا رکھتے ہیں تو ان شاء اللہ ہم قیامت کے دن اپنے ان ہی اکابر کے ساتھ ہوں گے جن سے ہم دنیا میں اللہ کے لیے محبت کرتے تھے۔

لیکن یہ فضیلت ان کے لیے ہے جو اپنے زمانے کے زندہ بزرگوں سے محبت رکھتے تھے کیوں کہ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے لیے آپس میں بیٹھتے ہیں مُتَحَابِّیْنَ فِیَّ ان میں آپس میں محبت تو ہے لیکن وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ کبھی کبھار آپس میں مل کر بیٹھتے بھی ہیں، وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ آپس میں کبھی کبھی ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں، وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ اپنی حیثیت کے مطابق ایک دوسرے پر مال بھی خرچ کرتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چار الفاظ بیان فرمادیے ہیں کہ اللہ والی محبت کامل کب ہوگی اور کب اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبت دینا اپنے ذمے کریں گے کیوں کہ اگر کوئی کسی سے محبت رکھتا ہے خدا اس کو اپنی محبت عطا کرنا اپنے ذمے واجب کرلیتے ہیں۔ لیکن اس کی چار شرطیں ہیں، لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ آپس میں اللہ ہی کے لیے محبت ہو، وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ کبھی کبھی اللہ کے لیے اس کے پاس جا کر بیٹھتا بھی ہو، وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ کبھی کبھی اس کی زیارت کرنے اس کے پاس جاتا ہو، وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ کبھی کبھی کچھ خرچ بھی کرے۔ کبھی کبھار ایک دوسرے کو چائے پانی بھی پلاؤ۔ کسی اللہ والے سے محبت کرو تو اس پر کچھ مال بھی خرچ کرو۔

۱۲؎ کنز العمال: ۹/۴ (۲۴۶۴۶)، باب الترغیب فی الصحبة، مؤسسة الرسالة

یہ چار شرطیں جو ادا کرے گا گویا اس کی محبت اس نعمت کی مستحق ہو جائے گی، ان شاء اللہ
اب سنیے ملا علی قاری اس کی کیا شرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے ان عاشقوں کو جو آپس میں اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں کیوں جمع کریں گے؟ فرماتے ہیں فِی الْجَنَّةِ عَلٰی سَبِیْلِ الْمُصَاحَبَةِ تاکہ جنت میں ایک دوسرے کا قرب ہو اور ایک دوسرے سے ملنا جلنا رہے۔ وَالْمُزَاوَرَةِ تاکہ جنت میں بھی روزانہ ملاقات ہوتی رہے، وہاں بھی ایک دوسرے کی زیارت ہو، وَالْمُجَاوَرَةِ[۱۳] تاکہ یہ جنت میں بھی ساتھ رہیں، اور وہاں بھی ایک دوسرے کے پڑوسی بن جائیں۔ اب آپ کہیں گے کہ صاحب اگر وہاں بھی دوست ایسے ہی ملاقات کے لیے آتے رہے تو بڑی مشکل ہوگی کیوں کہ ہم اپنی بیوی سے بیٹھے گفتگو کر رہے ہیں اور کوئی دوست آجائے تو بیوی کہے گی کہ یہ ظالم کہاں سے آگیا، جب دیکھو دوست چلے آرہے ہیں۔

تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جنتی کو دو جنتیں عطا کریں گے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ[۱۴] ایک ایک متقی کو، اللہ کا خوف رکھنے والے ایک ایک جنتی کو دو دو جنتیں ملیں گی۔ اِحْدَاھُمَا مَنْزِلُهٗ وَمَحَلُّ زِیَارَةِ أَحْبَابِهٖ لَهٗ ایک جنت اپنی ذات اور اپنے احباب کے لیے ہوگی۔ وَالْاُخْرٰی مَنْزِلُ اَزْوَاجِهٖ وَخَدَمِهٖ[۱۵] اور ایک جنت بیویوں اور خدام کے لیے ہوگی۔ جیسے زمین داروں کی بیٹھک ہوتی ہے، وہاں بیٹھ کر دوستوں سے گپ شپ اور باتیں ہوتی ہیں۔ ارے میاں! اللہ والوں کی دوستی کا اتنا مزہ آئے گا کہ جنت کی حوریں بھی بھول جاؤ گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے پتا چلا ہے کہ جنت میں دوستوں سے بھی ملاقات ہوگی تو مجھے جنت کا شوق اور بڑھ گیا۔ جس کو اللہ کے لیے کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کی محبت بڑی مزے دار ہوتی ہے۔ کچھ نہ پوچھو کہ کیا مزہ آتا ہے، ارے حوروں سے زیادہ مزہ آئے گا ان شاء اللہ، کیوں کہ ان سے اللہ کی وجہ سے محبت ہے۔

❁❁❁❁

---

۱۳ مرقاۃ المفاتیح: ۳۱۴۴/۸ (۵۰۲۴)، باب الحب فی اللہ ومن اللہ، دار الفکر، بیروت

۱۴ الرحمٰن: ۴۶

۱۵ روح المعانی: ۱۱۵/۲۷، رحمٰن (۴۶)، دار احیاء التراث، بیروت

دوسرا بیان

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡدُ
فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
فَمَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنۡ یَّھۡدِیَہٗ یَشۡرَحۡ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ [۱۶]

قرآن و حدیث کے تین خزانے

میرے دوستو اور بزرگو ابھی آپ کے سامنے میرے بیٹے مولوی مظہر سلمہٗ نے قرآن کے تین خزانے بیان کیے ہیں۔ یہ وہ خزانے ہیں جو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں حدیثوں کے حوالے سے بیان کیے ہیں۔ قرآن کا خزانہ وہی بیان کرے گا جس پر قرآن نازل ہوا ہے، بدون حدیث کی مدد لیے ہوئے اور ارشادِ نبوی کی روشنی کے بغیر ان خزانوں کا پتا لگانا ناممکن ہے۔ قرآن جس پر نازل ہو گا وہی قرآن سے آگاہ ہو گا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی کے اندر حدیثوں کے حوالے سے تین قل پڑھنے والا پہلا خزانہ جو پیش کیا ہے وہ مشکوٰۃ شریف میں ترمذی کی روایت سے ہے۔ دوسرا خزانہ ابوداؤد شریف میں ہے، اس کے راوی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور تیسرا خزانہ ترمذی شریف کی روایت سے پیش کیا ہے۔

دین کا فائدہ پیشِ نظر رکھنا مطلوب ہے

ڈھاکہ میں لال باغ کی شاہی مسجد وہاں کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ ایک مرتبہ اس میں میرا بیان ہوا۔ میرے مرشدِ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم اور حافظ جی حضور دامت برکاتہم بھی موجود تھے۔ مولانا امین الاسلام صاحب وہاں کے بڑے خطیب ہیں۔ انہوں نے میرے بیان کا اس طرح اعلان کیا کہ پاکستان سے حکیم اختر صاحب آئے ہوئے ہیں، اب ان کا بیان ہو گا۔ اس پر حضرت مولانا ابرار الحق صاحب نے ان سے فرمایا کہ کیا اس

[۱۶] الانعام: ۱۲۵

وقت خمیرہ گاؤزبان یا گلِ بنفشہ کا تذکرہ ہوگا؟ آپ نے عالم ہونے کی حیثیت سے ان کے بیان کا اعلان کیوں نہیں کیا؟ حکیم ہونے کی حیثیت سے کیوں اعلان کیا؟ حضرت کی اس بات سے پتا چلا کہ دین کا جس صورت سے فائدہ ہو اس کا اعلان کرنے میں تکلّف نہیں کرنا چاہیے۔ جو مطب میں بحیثیت حکیم کے بیٹھا ہو وہاں تو آپ حکیم صاحب کہیے لیکن جو شخص تفسیر روح المعانی، مرقاۃ، فتح الباری، حافظ ابن حجر عسقلانی اور محدثین و مفسرین کے اقوال پیش کررہا ہو وہاں اگر آپ کہیں گے کہ حکیم صاحب کا بیان ہوگا تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ گل بنفشہ اور برگ گاؤزبان کا ذکر ہوگا یا جوشاندے کا نسخہ پیش کیا جائے گا۔ تو حضرت نے ان کی آنکھیں کھول دیں۔ یہ ہیں مخلصین اور مجددین جو نبض امت کو ہر وقت اپنے زیر دست رکھتے ہیں، انگلیوں کے نیچے رکھتے ہیں کہ کہاں سے دین کا فائدہ ہوگا اور کہاں سے نقصان ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے پھر دوبارہ اعلان کیا۔

چوں کہ میں پہلے حکیم ہوا اور بعد میں علم دین پڑھا لہٰذا حکیم کا ٹائٹل ایسا لگا کہ ہر وقت پیش پیش رہتا ہے، بے تکلف دوست بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ میرے مرشد اوّل شیخ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مجھے حکیم اختر ہی کہتے تھے۔ بہر حال جہاں دین کی جیسی ضرورت ہو ویسا اعلان ہونا چاہیے، اس میں تکلف کرنا دین کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ ایسے شخص سے مواخذہ ہو سکتا ہے، کیوں کہ امت تو یہی سمجھے گی کہ کوئی حکیم ہے جس نے کہیں سے رٹ رٹا کر بیان کر دیا۔ اسی لیے مولانا ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ مولانا لگا کر اعلان کرو۔ جہاں میں دین کی بات پیش کرتا تھا تو خود حضرت بھی وہاں میرے نام کے ساتھ حکیم نہیں لگاتے تھے، بلکہ یہ اعلان فرماتے تھے کہ مولانا اختر صاحب کا بیان ہوگا۔ کیوں کہ اس وقت حکیمی کا کیا کام؟ جہاں دین کا کام ہو وہاں ایسا ہی اعلان ہونا چاہیے۔

مولانا مظہر صاحب کے لیے حضرت والا کی دعائیں و تمنّائیں

اسی طریقے سے آپ کے سامنے مولوی محمد مظہر سلمہٗ نے جو بیان کیا ہے ان کے بارے میں یہ تاثر ہو سکتا ہے کہ یہ کتابیں اور دوائیں بیچتے ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے ملتزم پر غلاف کعبہ پکڑ کر دعا کی تھی۔ جس وقت یہ ہدایۃ النحو اور میزان پڑھ رہے تھے اس وقت نواب زاہد علی خان بڑے لیڈر، سیاست کے اکھاڑے

کے پیش پیش رہنے والے میرے پیر بھائی، مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، وہ حیدر آباد سے کراچی آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ آپ کا ایک ہی لڑکا ہے، آپ اس کو امریکا تک پڑھا سکتے ہیں، لہٰذا اسے ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کرائیے، سائنس پڑھائیے، ڈاکٹر بنائیے، انجینئر بنائیے۔ میں نے کہا کہ اگر میرے دو چار لڑکے ہوتے تو بے شک میں کسی کو انجینئر، کسی کو ڈاکٹر بناتا اور کسی کو حافظ عالم بناتا۔ لیکن جب میرے پاس ایک ہی لڑکا ہے اگر میں نے اس کو بھی ڈاکٹر یا انجینئر بنا دیا تو یہ بتاؤ کہ جس دین کی حفاظت کے لیے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خون طائف کے بازاروں میں اور جنگ اُحد کے پہاڑ کے دامنوں میں بہا اور اُحد کے دامن میں بوقتِ جنگِ اُحد سید الانبیاء نے اپنے چہرۂ مبارک کا خون ہاتھ سے پونچھ کر صاف کیا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن مجھ سے پوچھا کہ تم سب لوگ اپنے کھانے کمانے میں لگے رہے، تم نے اپنی اولاد کو میرے دین کی حفاظت کے لیے عالم اور حافظ کیوں نہیں بنایا؟ کیا میرے خون کی یہ ہی قدر و قیمت تھی؟ تو میں کیا جواب دوں گا؟ لہٰذا میں نے ملتزم پر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرا ایک ہی لڑکا ہے، میں اپنے اس لڑکے کو عالم اور حافظ بنانا چاہتا ہوں، آپ میری اس آرزو کو پوری فرمائیے، میں علم دین کے لیے انہیں وقف کرتا ہوں، آپ اپنی رحمت سے ان کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیجیے۔

سارا کام دعا سے ہوتا ہے، اگر باپ کے چاہنے سے ہوتا تو کوئی باپ ایسا نہیں جو یہ نہ چاہتا ہو کہ میرا بیٹا ولی اللہ اور عالم و حافظ نہ ہو۔ ہر باپ چاہتا ہے کہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم، بہت بڑا مفتی اور بہت بڑا ولی اللہ ہو جائے۔ لیکن کام بنتا ہے گڑگڑانے سے، کام بنتا ہے دعا سے۔ اسباب کو اختیار کیا جائے مگر اسباب کی روح دعا ہے۔ دعا مرکز نظام کائنات سے رابطہ کراتی ہے۔

حَسْبِیَ اللہُ ...الخ کے فضائل

مولوی مظہر سلمہٗ نے جو حَسْبِیَ اللّٰہُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ[۱۷] کے فضائل بیان کیے ہیں تو اس کے پڑھنے سے ان شاء اللہ دونوں

---

[۱۷] التوبۃ:۱۲۹

جہاں کے کام بن جائیں گے، دنیا کی فکر ہو یا آخرت کی، انسان کو یہ دو ہی فکریں ہوتی ہیں، دنیا کا غم ہو یا آخرت کا غم، ہر غم کے لیے اللہ کافی ہو جائے گا۔ اس کلمے کا اتنا بڑا فائدہ کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو یہ کہے گا کہ میرا اللہ میرے لیے کافی ہے، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا تو گویا اس نے مرکزِ نظام کائنات سے رابطہ کرلیا۔ کیوں کہ سارے فیصلے عرشِ اعظم پر ہوتے ہیں۔ ساری کائنات کا انتظام ربِّ عرشِ اعظم کے فیصلوں سے چلتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس ہیڈ کوارٹر کا سارا انتظام میرے قبضے میں ہے۔ میں عرش اعظم کا رب ہوں۔ لہٰذا جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس آیت کی تلاوت کرلی حَسْبِيَ اللّٰهُ کافی ہے مجھ کو میرا اللہ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اور وہ عرش اعظم کا رب ہے۔ تو اس نے مرکز نظام کائنات یعنی عرش اعظم سے رابطہ قائم نہیں کیا بلکہ عرش کے رب سے رابطہ قائم کرلیا۔ ایک تو ہوتا ہے مرکزِ نظامِ کائنات سے تعلق، ایک ہے ربِ مرکزِ نظامِ کائنات سے تعلق۔

ربِّ بیت اللہ کی معرفت کا انعام

ایک حاجی بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے اور ایک حاجی رب بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے۔ دونوں حاجیوں میں فرق ہے، بہت سے حاجی گھر کا طواف کرکے آتے ہیں اور بہت سے حاجی گھر والے کا طواف کرکے آتے ہیں، دونوں میں فرق ہے۔ بہت سے حاجی صرف گھر کا چکر لگاتے ہیں، مگر گھر والے کی عظمت، محبت، معرفت اور اس کی مٹھاس سے ناآشنا آتے ہیں مگر بعض بندے ایسے مبارک ہوتے ہیں جو حج کرتے ہوئے بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر کا طواف بھی کرتے ہیں اور روح کے اعتبار سے گھر والے کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن یہ کون بندے ہیں؟ جو اپنے اپنے ملکوں میں اہل اللہ کی صحبتوں سے گھر والے سے جان پہچان کرکے جاتے ہیں۔

اہل اللہ سے مضبوط تعلق قائم کریں

ایک شخص نفلی حج کرنے جارہا تھا، اس کا کسی بزرگ سے ڈھیلا ڈھالا تعلق تھا، کبھی کبھی دعا کرالیتا تھا مگر گہرا تعلق نہیں تھا۔ جب تعلق ڈھیلا ڈھالا ہوتا ہے تو فیض بھی نہیں

پہنچتا۔ جیسے لنگڑے آم اور دیسی آم کی شاخ کو اگر ڈھیلا ڈھالا باندھا جائے اور کچھ فاصلے رہیں تو دیسی آم میں لنگڑے آم کی خصوصیات نہیں آئیں گی۔ اس لیے دونوں کی شاخوں کو آپس میں کَس کر باندھتے ہیں۔ بعض فاصلے مضر ہوتے ہیں اور بعض فاصلے مفید ہوتے ہیں۔ نامحرموں اور حسینوں سے فاصلے مفید ہوتے ہیں، جو ایمان کے لٹیرے ہیں ان سے فاصلے مفید ہیں۔ اور جو اللہ والوں سے فاصلے رکھتے ہیں وہ فاصلے مضر ہیں۔ بعض وصل سببِ فصل ہیں اور بعض فصل سبب وصل ہیں۔ یعنی اگر حسینوں سے وصل ہوا، قربت ہوئی، فاصلے نہ رہے تو اللہ سے فصل یعنی دوری ہو جائے گی اور اگر حسینوں سے فصل رہا، دوری رہی، فاصلے رہے تو اللہ کا وصل اور قرب نصیب ہو گا۔ بعض لوگ بزرگوں سے تعلق تو رکھتے ہیں مگر ڈھیلا ڈھالا تعلق رکھتے ہیں۔ کبھی دعا کرالی، تعویذ لے لیا یا فیکٹری میں برکت کے لیے بلالیا۔

اللہ والوں سے کیسا تعلق رکھیں؟

اگر امرود والے سے یا آم والے سے یا کپڑے والے سے یا مٹھائی والے سے آپ کہیں کہ میرا جوتا گانٹھ دو، پھٹ گیا ہے، چپل ٹھیک کردو، تو کپڑے والا یہ کہے گا کہ معاف کیجیے گا میں کپڑے والا ہوں مجھ سے کپڑا خریدیے۔ مٹھائی والے کہے گا کہ آپ کا دماغ صحیح معلوم نہیں ہوتا، میں تو مٹھائی والا ہوں مجھ سے مٹھائی خریدو۔ اسی طرح اللہ والوں سے کوئی یہ سوال نہیں کرتا کہ مجھے اللہ چاہیے، مجھے اللہ کی محبت سکھادیں۔ اللہ تعالیٰ کا جو درد بھرا تعلق آپ کے دل میں ہے میرا دل بھی ویسا ہی بنادیں۔ اللہ والوں کا قلب تمام دلوں کا میر کارواں ہوتا ہے، رہنمائے قلوبِ کارواں ہوتا ہے۔ جو شیخ کو اپنے حالات کی اطلاع نہیں کرتا، ان سے دعا تو کرالیتا ہے، کوئی وظیفہ پڑھنا ہے تو پوچھ لیتا ہے، اچھا حال بھی لکھ لیتا ہے، اللہ کی یاد میں رونا آگیا تو وہ لکھ دیا۔ لیکن عورتوں کو تاک جھانک کرنا اور جھوٹ بولنا، رشوت لینا یا کسی اور نامناسب حرکت میں مبتلا ہونا، ان گناہوں کی شیخ کو اطلاع نہیں کرتا۔ یہ مریض نہیں مجرم ہے۔ جو اپنے ڈاکٹر کو مرض نہ بتائے اس کو صحت نہیں ہو سکتی۔ اس شخص نے اہل اللہ کا صحیح حق ادا نہیں کیا، یہ اللہ کے حقوق میں سے ہے کہ اپنے شیخ و مربی کو اپنا سب حال بتائے اور اپنی اصلاح کی فکر کرے، اللہ سے گڑگڑا کر روئے اور دعا کرے۔

تصوف تابع شریعت ہے

جو قرآن کی روشنی سے ہٹ کر سلوک طے کرے گا یقیناً ساری زندگی رُسوا اور ذلیل رہے گا اور خدا کے قرب کی لذّت سے ناآشنا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارے خالق ہیں فرماتے ہیں تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا [۱۸] جہاں جہاں گناہ کے مواقع ہیں، اسبابِ گناہ ہیں ان کے قریب بھی نہ رہو۔ سینما کے پاس گھر بناؤ گے تو کیا حال ہو گا؟ ایک نہ ایک دن اگر آپ نہ گئے تو آپ کے بچے ضرور چلے جائیں گے۔ اگر ہر وقت گانوں کے ماحول میں اور مخالف جنس کے قریب رہو گے تو کیا ہو گا؟ ان کو دیکھ کر آپ کے قلب میں گندے خیالات آئیں گے۔ جو شخص ان کی صحبتوں میں رہے گا وہ فَلَا تَقْرَبُوْا کی لَا کو ہٹانے والا ہو گا اور یہ اللہ کی لَا ہے یعنی جتنی چیزیں ہم کو گناہ میں مشغول کرنے والی ہیں ان کے لیے اللہ کا یہ حکم ہے کہ ان کے قریب بھی نہ رہو۔

سب سے بڑی بد اخلاقی خدا کو ناراض کرنا ہے

اگر یونیورسٹی کی مخلوط تعلیم میں ایک لڑکی خواہ مخواہ آپ کے پاس آکر بیٹھتی ہے تو اس کو سختی سے ہٹاؤ یا خود وہاں سے اٹھ جاؤ، یہاں پر مروت اور اچھے اخلاق برتنا حرام ہے۔ سب سے بڑا بداخلاق وہ ہے جو اللہ کو ناراض کر دے، غلام کے اخلاق کی پستی اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے کہ اپنے مالک کو ناراض کرے۔ آپ اس کو صاف کہہ دو کہ میرے پاس مت بیٹھو، ایسے موقع پر مروت بالکل مت کرو۔ ایسے موقع پر مروت حرام ہے۔ حسنِ اخلاق کی تعریف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاۃِ الْحَقِّ [۱۹] اللہ کے قانون کا احترام کرتے ہوئے مخلوق پر جتنا ایثار کر سکو کرو۔ اللہ کو ناراض کر کے ایثار و اخلاق کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی لیے میرے دوستو یہ عرض کر رہا ہوں اپنے لیے بھی اور اپنے پیارے دوستوں کے لیے بھی جو سلوک طے کر رہے ہیں کہ کاروبار پر جاؤ، دفتروں میں جاؤ، جہاں بھی جاؤ ہر جگہ ایسے مواقع ہیں کہ عورتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جنوبی افریقہ میں میرے ایسے بھی دوست

۱۸؎ البقرۃ:۱۸۷

۱۹؎ مرقاۃ المفاتیح:۲۷۱/۹،(۵۰۷۳)،باب الرفق والحیاء وحسن الخلق،دار الکتب العلمیۃ،بیروت

ہیں جن کی پی اے عورت ہے، سیکریٹری عورت ہے جو عموماً عیسائی ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر فَلَا تَقْرَبُوْا کا نسخہ ہی کام دے گا لہٰذا جتنا ہوسکے اپنی آنکھوں کی شعاعوں کی حفاظت کرو اور گناہ کے قریب بھی نہ رہو۔

حفاظتِ نظر کی ضرورت

اللہ نے جو فَلَا تَقْرَبُوْا فرمایا ہے آپ اس کو اس مثال سے سمجھیے کہ ایک بچہ بیمار ہے، اس کا باپ ڈاکٹر ہے، اس نے کہا کہ دیکھو بیٹا شامی کباب کو مت دیکھنا کیوں کہ اسے دیکھو گے تو للچا جاؤ گے اور کھالو گے پھر تمہاری پیچش اور بڑھ جائے گی۔ بولو یہ ابّا کی شفقت ہے یا ظلم ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے مزاج کے اور ہماری طبیعت کے خالق ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ میرے بندے کمزور ہیں۔ اللہ پاک نے قرآن میں آیت خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا[۲۰] نازل کرکے ہماری کمزوریوں کو رجسٹرڈ کردیا کہ تم سب کے سب ضعیف ہو۔ لہٰذا خبردار یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ[۲۱] جب بدنظری کا موقع آئے تو اپنی نگاہوں کو نیچی کرلو، کسی حسین شکل کو مت دیکھو، دیکھو گے تو للچا جاؤ گے، پریشان ہو جاؤ گے اور مغلوب ہو جاؤ گے۔

خدا کا دین بہت آسان ہے

آج مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کا ملفوظ سنایا گیا کہ قرآن نازل ہورہا ہے، جبرئیل علیہ السلام آرہے ہیں ایسے ایسے صحابی وہاں ہیں جنہوں نے دو دو دفعہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے اَنَّہٗ رَاٰی جِبْرَئِیْلَ مَرَّتَیْنِ[۲۲] حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو دفعہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، ایسے ایسے جلیل القدر صحابہ ہیں مگر ان کے لیے آیت نازل ہورہی ہے وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ[۲۳] کہ اے اصحابِ

۲۰؎ النسآء:۲۸

۲۱؎ النور:۳۰

۲۲؎ جامع الترمذی:۲/۲۲۲،باب مناقب عبداللہ ابن عباس،ایچ ایم سعید

۲۳؎ الاحزاب:۵۳

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنی ماؤں یعنی نبی کی ازواج سے کوئی سوال کرو مثلاً سودا وغیرہ لانے کے لیے تو پردہ کے باہر سے سوال کرو۔ کیوں صاحب جن کے گھر میں جبرئیل آرہے ہیں، جن کے گھر میں قرآن اتر رہا ہے کیا ان کے دل ہم لوگوں سے زیادہ پاک وصاف نہیں ہیں؟ آج لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں نے پردے کو مشکل بنا رکھا ہے۔ ارے مولویوں نے مشکل نہیں بنایا ہے، مولوی مسئلہ بناتا نہیں ہے بتاتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں مولوی مسئلہ بناتا ہے، حالاں کہ مولوی مسئلہ بتاتا ہے۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو آسان راستہ بتادیا ہے، اگر ہم خود اس کو مشکل کرلیں تو یہ ہماری ہی نالائقی ہے ؎

جو آسان سمجھو تو آسانیاں ہیں
جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

حکیم الامت کے مجاز خلیفہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کا راستہ بالکل آسان ہے، بس شرط یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں پر اور اپنے مشایخ کے ارشادات پر عمل کرو۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق کی مثال

تو عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں تمہارا پیدا کرنے والا ہوں، تمہارے بارے میں خوب اچھی طرح واقف ہوں، لہٰذا جہاں جہاں گناہ کے مواقع آئیں ان کے قریب بھی نہ رہو، میری نافرمانیوں کے اڈّوں سے، میری نافرمانیوں کے اسباب سے اپنے کو دور رکھو، اجنبی عورتوں سے اور امارد یعنی حسین لڑکوں سے نگاہ بچاکر رکھو۔ سینما گھروں کی تصویروں یہاں تک کہ اخبار کی تصویروں پر بھی نظر مت ڈالو، کیوں کہ ان چیزوں سے آہستہ آہستہ تمہارے دل میں گندے جراثیم پیدا ہوجائیں گے۔ جیسے حکومت کی جانب سے اعلان ہوتا ہے کہ آج کل پانی میں کچھ جراثیم آگئے ہیں، لہٰذا پانی ابال کر کے پئیں۔ جان کے لیے سب ڈر جاتے ہیں اور ہر شخص پانی ابال کر پینے لگتا ہے۔ دوسرے دن اعلان ہوتا ہے کہ خبر غلط ہے ہم اس میں کلورین ڈالتے ہیں جس سے جراثیم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اب سب لوگ بے فکر ہوگئے اور پھر بغیر ابالے پانی پینے لگے۔ بالکل ایسا ہی تعلق ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیے۔

گناہوں کی تاریکیاں اور نیکی کا نور

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ دیکھو خبر دار نگاہوں کی حفاظت کرو اور اسبابِ گناہ کے قریب بھی نہ رہو، اسبابِ گناہ کے قریب رہوگے تو گویا تم نے اپنے کو پہلوان سمجھ لیا ہے، جبکہ میں تم کو رجسٹرڈ کمزور قرار دے رہا ہوں۔ قرآن پاک کی آیت ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اور تم پہلوانی کا دعویٰ کررہے ہو کہ بدنظری سے مجھے کچھ نقصان نہیں ہوتا، میں عورتوں سے بات بھی کرتا ہوں اور فلمیں بھی دیکھتا ہوں مگر مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ یہ سب باتیں احمقانہ ہیں، یہ شخص احمقوں کی دنیا میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تَقْرَبُوْھَا گناہوں کے قریب بھی نہ جانا۔ اگر پلیٹ کے قریب گئے تو لپیٹ لیے گئے۔ دیکھو پلیٹ میں جتنے حرف ہیں اتنے ہی لپیٹ میں ہیں۔ جو گناہ کی پلیٹ ہیں ان کے قریب جاؤ گے تو لپیٹ لیے جاؤ گے۔ بلکہ ان حسینوں کو پلٹ کر بھی نہ دیکھو ورنہ لپٹ جاؤ گے۔ دیکھو اس میں بھی ایک جتنے حروف ہیں۔ لہٰذا ان حسینوں سے ایسا بھاگو کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھو، ان سے جتنا دور رہوگے اتنا ہی سکون سے رہوگے۔ یہ اللہ کا بتایا ہوا نسخہ ہے۔ واللہ کہتا ہوں کہ قدر کرلو، تقویٰ کا راستہ بڑے سکون، بڑے چین اور بڑے اطمینان کا ہے اور گناہ کا راستہ نہایت بھیانک راستہ ہے، سخت رسوائی کا راستہ ہے، نہایت پریشانی کا راستہ ہے۔ ایک اللہ والا شاعر کہتا ہے ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

گناہ گار کا عالم بڑا تاریک ہوتا ہے اور ابرار کا عالم، نیک بندوں کا عالم انوار سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہاں پر مجھے ایک اور شعر یاد آرہا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ بادشاہ بن جاؤں گا تو بڑا چین ملے گا، رئیس بن جاؤں گا تو بہت عیش ملے گا۔ یاد رکھو عیش اور چین اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والوں کو بوریوں اور چٹائیوں پر چین ملتا ہے اور بادشاہوں کو تخت و تاج میں بے چینی ملتی ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے درد سا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ وفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ اللہ آپ کی کیا شان ہے! میرے اللہ جس کے دل میں آپ آجاتے ہیں اس کی جنت دنیا ہی سے شروع ہوجاتی ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خالقِ جنت دل میں ہو اور جنت کا مزہ نہ آئے ؎

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا
میرے باغ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

یہ خواجہ صاحب کا شعر ہے۔ ہم بزرگوں کی نقل کردیتے ہیں، اللہ ہم سب کو یہ دولت عطا کردے۔ میں ناقلِ دولت ہوں، صاحبِ دولت نہیں ہوں، نہ اس کا دعویٰ کرتا ہوں لیکن متمنی دولت ضرور ہوں۔ آج ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ یہ دولت ہمیں بھی عطا فرمادے۔

حصولِ ولایت اتباعِ شریعت سے ہوتا ہے

جب میں اپنے شیخ اوّل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں اپنا حال بتاتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ حضرت مجھ کو جلدی سے بہت بڑا ولی اللہ بنادیجیے۔ اس وقت میری کم عمری کا زمانہ تھا، اٹھارہ انیس سال کی عمر تھی، میں یہ ہی سمجھا کہ شاید یہ حضرت کے اختیار میں ہے کہ میرے لیے سجدے میں روئیں گے اور میں جلدی سے بہت بڑا قطب بن جاؤں گا۔ اسی لیے میں نے لکھا کہ حضرت مجھے جلدی سے سلوک طے کرائیے، بڑی زبردست توجہ ڈالیے۔ حضرت نے اس کا جواب لکھا کہ توجہ مجھ جیسا ضعیف کیا کرے، البتہ دعا کرتا ہوں جو سنت کے مطابق راستہ ہے۔ دھیمی دھیمی چال سے وہ مولائے کریم ایک دن اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے گا۔ حضرت نے دھیمی دھیمی چال سے اللہ کا راستہ طے کرایا ہے۔ اللہ رب العالمین ہے اور رب کی تعریف ہی یہ ہے جو کسی ناقص کو آہستہ آہستہ تدریجاً کامل بنائے۔ ورنہ اللہ نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں کیوں پیدا کیا؟ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ میں نے آسمان و زمین کو چھ دن میں بنایا جب کہ وہ اتنے بڑے قادر المطلق ہیں کہ فرمادیتے اے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں! چھ سیکنڈ میں بن جاؤ بلکہ ایک سیکنڈ میں بن جاؤ تو وہ بن جاتے۔ لیکن اتنی بڑی قدرت رکھتے ہوئے بھی چھ دن میں سات آسمان اور سات زمین بنائیں تاکہ میرے بندوں میں جلد بازی کا مرض نہ آنے پائے کہ اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہوتے ہوئے

تدریجاً کام کرتے ہیں اور ہم جلد بازی سے کام لیتے ہیں۔

مولانا ابرار الحق صاحب کی استقامت علی الشریعۃ

خیر میں ان بزرگ کا واقعہ عرض کررہا تھا جو نفلی حج کرنے جارہے تھے۔ دوستو کیا عرض کروں کہ بات کہاں سے کہاں چلی جاتی ہے۔ اتنے مضامین کی آمد میرے بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے یعنی میرے مرشد اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم، ان دو بزرگوں میں سے ایک تو دنیا سے تشریف لے گئے یعنی مولانا عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ایک موجود ہیں۔ لیکن مصلح کی حیثیت سے روئے زمین پر میرے محسن، میرے مرشدِ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ جو سراپا متبع سنت اور سر سے پیر تک تقویٰ اور انوار کا مجسمہ ہیں۔ اگر ساری کائنات مل کر چاہے کہ مولانا ابرار الحق صاحب کو کسی ایک سنت یا شریعت کے خلاف عمل پر مجبور کردے، میرا عقیدہ ہے کہ وہ جان دے دیں گے لیکن شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔

میں اپنے شیخ ثانی کی خدمت میں ہردوئی گیا تو وہاں کے ایک رئیس نے حضرت سے کہا کہ میں اپنے باپ کی قبر پکی بناؤں گا۔ حضرت نے کہا کہ میں اس قبرستان کی کمیٹی کا صدر ہوں، میری زندگی میں شریعت کے خلاف پختہ قبر نہیں بن سکتی، میرے پاس علمائے دیوبند، علمائے دہلی اور علمائے سہارنپور کے فتاویٰ ہیں، جب تک میں اس کمیٹی کا صدر ہوں اس وقت تک تم کسی کی قبر کو پختہ نہیں کرسکتے ورنہ اللہ قیامت کے دن مجھ سے پوچھے گا۔ تو اس نے بندوق اٹھالی اور کہا کہ دیکھتا ہوں کہ کون میرے باپ کی قبر پختہ بنانے سے روکتا ہے۔ اس نے جاکر قبر پختہ بنادی۔ حضرت رات کو اٹھے اور طلباء کو لے گئے اور پختہ قبر کو گرادیا اور کچی بنادی۔ اس رئیس نے ہنگامہ مچادیا، ڈپٹی کلکٹر اور پولیس کو لے کر آگیا کہ اس مولانا نے میرے باپ کی قبر کو اکھاڑ کر میرے باپ کی توہین کی ہے۔ حضرت نے تمام کتابوں میں جہاں جہاں فتوے تھے وہاں نشانات لگائے۔ جب وہ ہندو افسر آئے تو ان سے کہا کہ آپ تو اُردو پڑھے ہوئے ہیں ورنہ کسی آدمی سے پڑھوالیجیے، ہماری شریعت میں قبر کو پختہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ سب نے کہا کہ بھائی دیکھو یہ شخص بھگوان والا اور خدا پرست ہے تم اس کو کیوں تنگ کرتے ہو؟ خبردار اب اگر

تم نے کوئی شرارت کی۔ اور حضرت سے کہا کہ مولانا صاحب آپ بالکل ٹھیک ہیں۔ بتایے جہاں بڑوں بڑوں کے دل لرز جاتے ہیں مجمع دیکھ کر یا کسی کی وجاہت سے میں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا نسبت مع اللہ، کیا توکل عطا فرمایا ہے کہ کسی سے متأثر نہیں ہوتے۔ تو ان کی برکت سے مضمون کا رخ دیکھیے کہاں کہاں سے بدلتا ہے، پھر خدا یاد دلا دیتے ہیں۔

صحبتِ شیخ کا فیض

اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی سورۂ نحل میں شہد کی مکھی کے لیے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں پھولوں کا رس چوسنے کے لیے شہد کی مکھیوں کو میلوں دور بھیجتا ہوں، ان کے پاس کوئی قطب نما نہیں ہوتا، پائلٹ کی طرح کوئی نقشہ سامنے نہیں ہوتا لیکن وہ گھوم پھر کر، شہد بنانے کے لیے پھولوں کا رس اکٹھا کر کے ہمارے الہامات سے دوبارہ اپنے چھتے تک واپس پہنچ جاتی ہیں۔ جب جانوروں پر یہ کرم ہو سکتا ہے تو اختر پر بھی بزرگوں کی جوتیوں کے صدقے میں یہ کرم ہوا کہ میں بات کرتے کرتے کہاں سے کہاں پہنچ گیا مگر اللہ تعالیٰ میرے بزرگوں کی دعا کی برکت سے مجھ کو پھر وہاں لے آئے جہاں سے میری لائن بدلی تھی۔

اس پر ایک بات یاد آئی۔ ایک مرتبہ کانپور میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم الشان بیان ہوا۔ مضامین کی بے حد آمد تھی اور علوم کی پے در پے بارش ہو رہی تھی۔ مقرر کے اندازِ گفتگو سے پتا چل جاتا ہے، ایک تو ہے بتکلف بولنا، ایک ہے کہ عالم غیب سے بارش ہونا، دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ تو حضرت کے اندازِ بیان سے مجمع چیخ پڑا، نالہ ہائے محبت بلند ہوئے اور حضرت پر بھی عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب دامت برکاتہم اس وعظ میں موجود تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت تھانوی کو نفس سے بڑائی کو دور کرنے کے لیے ایک نعرہ عطا فرمایا کہ یہ سب جو بیان ہوا ہے یہ ہمارے حاجی صاحب کا کمال ہے۔ حضرت پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور منبر پر بیٹھ کر کہنے لگے کہ یہ سب میرے حاجی کا کمال ہے، میرے حاجی کا کمال ہے، میرے حاجی کا کمال ہے۔ یہ ہے شاہراہِ اولیاء! حکیم الامت نقل فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر ساری دنیا کے اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ جو کچھ فیض پہنچے اسے اپنے پیر کی دعا کا صدقہ سمجھو، اگر اپنے کسی کمال کی طرف نسبت کی تو شاہراہ سے ہٹ گئے، سپر

ہائی وے چھوٹ گئی، جو کچھ بھی ملتا ہے شیخ کی دعا اور اس کی برکت سے ملتا ہے۔

حج کی اصل روح صحبت اہل اللہ سے حاصل ہوتی ہے

بہر حال میرے دوست وہ بزرگ جو تھے ان کے پاس وہ صاحب گئے اور کہنے لگے کہ میں حج کرنے جارہا ہوں۔ حج نفلی تھا اور تعلق ڈھیلا ڈھالا تھا، فیض پورا نہیں لیا تھا۔ حضرت شیخ نے ان سے سوال کیا کہ آپ جس کے گھر جارہے ہیں اس گھر والے سے تمہاری کوئی جان پہچان ہے؟ جس کے گھر جارہے ہو، جس کے گھر کی زیارت اور طواف کرنے جارہے ہو کیا اس گھر والے سے تمہاری جان پہچان ہے؟ معرفت حاصل ہوئی ہے کہ کس کے گھر جارہے ہو؟ بس وہ صاحب کھڑے ہو کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ گھر والے سے جان پہچان کرا دیجیے۔ گھر کا مزہ تب ہے جب گھر والے سے جان پہچان ہو۔ اگر گھر والے سے عشق نہ ہو تو گھر کا کیا مزہ؟ لہٰذا ایک سال شیخ کے پاس رہ گئے، ذکر کیا، اپنی اصلاح کرائی، روحانی امراض کا علاج کرایا جیسے شربت روح افزا کا مزہ لینا ہو تو نزلہ زکام کا علاج کراؤ۔

یہاں ایک بات عرض کردوں کہ ہمدرد دواخانے سے مجھے کوئی وظیفہ نہیں ملتا۔ شربت روح افزا کی تو ایسے ہی مثال پیش کردی ورنہ آپ کہیں گے کہ اس میں کوئی راز ہوگا، راز واز کچھ نہیں ہے محض ایک مثال پیش کررہا ہوں کہ نزلہ شدید ہے، بلغم سے سینہ بھرا ہوا ہے اور پیاس ندارد ہے ایسے میں اگر کوئی شربت روح افزا میں برف کی ڈلیاں ڈال کر پیش کرے تو آپ کہیں گے کہ بھائی مجھے تو رغبت نہیں ہے، اس طرف دیکھنے کو بھی دل نہ چاہے گا۔ جس کے دل میں دنیا کی محبت کا کچرا بھرا ہوتا ہے وہ اللہ اور رسول اور کعبہ و مسجد اور اہل اللہ کی صحبت میں جانا ایسا ہی سمجھتا ہے جیسا نزلہ، بلغم اور ڈبل نمونیہ والا مریض برف کے ڈلے پڑے ہوئے شربت روح افزا کو بے رغبتی سے دیکھتا ہے۔ ٹیڈیوں اور سینماؤں کے چکروں میں مرنے گلنے اور سڑنے موتنے والی لاشوں کے چکروں میں پڑنے والے اللہ والوں کو اسی بے رخی سے بلکہ اس بھی زیادہ بے رغبتی سے دیکھتے ہیں۔ بھلا ان کو اللہ کے ذکر میں اور اللہ والوں کی صحبتوں میں کیا مزہ آئے گا؟ تو نفلی حج کے لیے جانے والے شخص نے اپنے شیخ سے روحانی و باطنی امراض کا علاج کرایا، جب اچھے ہوگئے، اللہ کی محبت و معرفت سیکھ لی پھر جو حج کرنے گئے تو مزہ آگیا۔

بیت الرب کی بھی زیارت کی اور رب البیت کی بھی زیارت کی یعنی گھر کی زیارت بھی کی اور گھر والے کی بھی زیارت کی۔ اس کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حج کردن زیارتِ خانہ بود
حج رب البیت مردانہ بود

اگرچہ گھر کی زیارت یعنی بیت اللہ کی زیارت سے بھی حج تو ہو جاتا ہے مگر اس گھر والے کی زیارت کرنا یہ اللہ کے خاص بندوں کا مقام ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت نصیب ہوتی ہے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اپنے دینی رہبر اور رہنما کا دل میں استخفاف ہونا یعنی دل میں انہیں ہلکا سمجھنا یہ شیطان کا سب سے بڑا حربہ ہے جو انسان کو خدا کے قرب سے محروم کر دیتا ہے۔

عظیم راستے کا رہبر بھی عظیم ہوتا ہے

اللہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی عظیم الشان ذات نہیں ہے اور اس عظیم الشان خدا کا راستہ بھی عظیم الشان ہے، اس سے بڑھ کر کوئی راستہ عظیم الشان نہیں ہے۔ پھر خدا کے راستے پر چلانے والا شیخ کیسا ہو گا؟ کیا وہ عظیم الشان نہیں ہو گا؟ جب اللہ عظیم الشان ہے، ان کی راہ عظیم الشان ہے تو کیا اس راہ کا رہبر عظیم الشان نہیں ہو گا؟ یہ ہی وجہ ہے کہ اللہ والے اپنے مشایخ و مرشدین کا کس قدر ادب کرتے تھے۔ جس کے قلب میں بے ادبی اور ہلکا پن آیا کہ میرا شیخ کچھ نہیں ہے، معمولی ہے، اس میں خشکا پن ہے تو سمجھ لو کہ اس کے قلب پر شیطان کا تسلط ہو رہا ہے، اس سے خدا کی پناہ مانگیے، بار بار دعا کیجیے کہ اے اللہ مجھے میرے شیخ اور مرشد کی عظمت و محبت نصیب فرما۔

اہل اللہ کی محبت مانگنا دعائے نبوت ہے

جامع ترمذی میں یہ دعا مذکور ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ[۲۴]

---

[۲۴] جامع الترمذی:۲/۱۸۷، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

اے اللہ مجھے اپنی محبت بھی دے اور جو تجھ سے محبت کرنے والے عاشقین ہیں ان کی محبت بھی نصیب فرما۔ اس میں اپنے شیخ کی نیت کرلو۔ یہ حدیث کی دعا عرض کررہا ہوں کہ اللہ کے عاشقوں سے محبت کی دعا تو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے۔

ظالم ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اللہ والوں کی محبت سے کچھ نہیں ہوتا۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے اللہ ہم تجھ سے تیری محبت مانگتے ہیں اور جو تجھ سے محبت کرتے ہیں ان کی محبت بھی مانگتے ہیں۔

اب بتایے اللہ والوں کی محبت مانگنا ثابت ہو گیا ہے یا نہیں؟ ترمذی شریف سے بڑھ کر اور کہاں سے دلیل لاؤں؟ اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ کی محبت بہت بڑی نعمت ہے۔ میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اختر میاں۔ دیکھو الفاظ بھی نقل کرتا ہوں۔ حضرت مجھ سے فرماتے تھے کہ اختر میاں یوں تو اللہ کا راستہ مشکل ہے لیکن کسی اللہ والے سے تعلق قائم کرنے کے بعد اللہ کا راستہ نہ صرف یہ کہ آسان ہو جاتا ہے بلکہ مزے دار بھی ہو جاتا ہے۔ پھر حضرت نے یہ فرمایا کہ سجدہ مزے دار، تلاوت مزے دار اور اللہ کا نام بھی مزے سے نکلتا ہے۔ شکر کا خالق جو گنوں میں رس پیدا کرتا ہے کیا ان کے نام میں سارے عالم کی مٹھاس نہیں گھلی ہو گی؟ حلوائی کی دوکانوں کا طواف کرنے والو، گنے کے جس رس سے شکر بنتی ہے اور جس شکر سے مٹھائیاں بنتی ہیں اس گنے میں رس خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ کاش ہم سب کو اللہ کے نام کی مٹھاس عطا ہو جائے، ان کا نام لینے کی توفیق عطا ہو جائے۔ پھر دیکھیے مزہ! پھر آپ شکر کے محتاج نہیں رہیں گے۔ جب خالق شکر سے رابطہ ہو گا تو کبھی نعمت کے ذریعے سے شکر ادا کریں گے، شکر کھا کر شُکر ادا کریں گے۔ اور کبھی بدون شکر بھی ان کا شُکر ادا کریں گے کہ شکر نہ صحیح مگر میرے پاس خالقِ شکر تو ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی مصائب آجائیں اور ہو سکتا ہے کہ کبھی آپ کی شکر کم ہو جائے یا چھین لی جائے تب بھی آپ کو غم نہیں ہو گا، ان شاء اللہ۔ کیوں کہ شاعر کہتا ہے ؎

وہ تو کہیے کہ تیرے غم نے بڑا کام کیا
ورنہ مشکل تھا غم زیست گوارا کرنا

اور ؎

غارت گرِ حیات سمجھتی تھی کائنات
میری نظر میں غم تیرا جانِ حیات ہے

دنیا سمجھتی ہے کہ مُلّاؤں کو آخرت کا جو غم ہے اگر یہ غم ہمیں لگ گیا تو ہمارے ٹیلی وِژن دیکھنے کے عیش کو اور گناہوں کی مزے داریوں کو تباہ کردے گا مگر ہر سانس اللہ کو راضی رکھنے کے غم سے ہماری زندگی کو زندگی ملتی ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اللہ والے بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

تیرے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

دوستو! اللہ کا غم دونوں جہاں کے غموں سے بے نیاز کردیتا ہے۔

اخلاص کی تعریف

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اخلاص کی تعریف میں حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ بندہ جب کوئی نیکی کرے تو اس کا مقصد یہ ہو کہ اللہ راضی ہوجائے۔ اللہ والوں کو تو بعض اوقات جنت کا خیال بھی نہیں آتا، جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو جنت کی وجہ سے نہیں پڑھتے، اس وقت میں ان کے دل میں یہ ہی خیال ہوتا ہے کہ میرے مالک نے مجھے یاد فرمایا ہے۔

میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کا ایک عاشقانہ ترجمہ کرتا ہوں۔ اس کا عربی ترجمہ تو یہ ہے کہ آؤ نماز پر۔ یہ عربی گرامر کا ترجمہ ہے۔ لیکن عاشقانہ ترجمہ کیا ہے؟ یہ فقیر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کا عاشقانہ ترجمہ کرتا ہے کہ اے اللہ کے غلامو! جلدی جلدی وضو کرلو، مالک اپنے غلاموں کو یاد فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیا شرف عطا فرمایا ہے کہ پیٹ میں پیشاب پاخانہ بھرا ہوا لیکن اگر ہم وضو کرکے نماز پڑھ لیں تو وہ ہماری پاکی کو تسلیم کرلیتے ہیں۔

تو میرے دوستو اخلاص کے بارے میں عرض کررہا تھا کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

اَلْعَمَلُ لِغَیْرِ اللہِ شِرْکٌ وَتَرْکُ الْعَمَلِ لِغَیْرِ اللہِ رِیَاءٌ[۲۵]

غیر اللہ یعنی مخلوق کے لیے عمل کرنا شرک ہے اور مخلوق کے خوف سے عمل چھوڑ دینا ریا ہے۔ مثلاً آپ روزانہ اشراق پڑھتے ہیں، روزانہ تلاوت کرتے ہیں، ایک دن آپ کے گھر مہمان آگیا، اب آپ نے سوچا کہ آج اشراق پڑھوں گا تو یہ دیکھ لے گا اور ہمارا عمل ضایع ہو جائے گا۔ تو سمجھ لیجیے کہ کسی کے دیکھنے سے عمل ضایع نہیں ہوتا دکھانے سے ہوتا ہے۔ آپ کسی کو بلانے تو نہیں گئے تھے، آپ نے اخباری رپورٹروں کو تو نہیں بلایا تھا کہ آج نیک کام کر رہا ہوں سب رپورٹر لوگ آجائیں تاکہ معلوم ہو کہ میں قوم کا کتنا کام کر رہا ہوں۔ لیڈر لوگ تو ہر قدم پر چاہتے ہیں کہ میرا کارنامہ ساری دنیا میں پھیل جائے۔

رِیا دیکھنے کا نہیں دِکھانے کا نام ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ گھر کی تنہائی میں اللہ کی عبادت میں لگے ہوئے تھے، ایک صاحب آگئے اور ان کو دیکھ لیا۔ اب ان کو بھی یہ ہی شبہ ہوا۔ فوراً بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آج میں تنہائی میں عبادت کر رہا تھا، میرے ایک دوست نے میری عبادت دیکھ لی۔ یہ خالی جملۂ خبریہ نہیں ہے، اس میں جملۂ سوالیہ پوشیدہ ہے یعنی کیا میرا عمل ضایع ہو گیا؟ کیا دکھاوا ہو گیا؟ کیا ریا آگئی؟ حالاں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سوال نہیں پوچھا تھا کہ کیا میرا عمل ضایع ہو گیا؟ صرف اطلاع دی، جملہ خبریہ سے بیان کیا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں جملہ سوالیہ اور جملہ اشاریہ خود سمجھ گئے، اللہ تعالیٰ کروڑہا کروڑ رحمتیں نازل فرمائے جانِ پاکِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ نے فرمایا **لَکَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَ اَجْرُ الْعَلَانِیَۃِ**[۲۶] تجھے ڈبل اجر ملے گا، پوشیدہ عبادت کا بھی ثواب ملے گا اور علانیہ عبادت کا بھی ثواب ملے گا۔ یہاں علانیہ عبادت سے مراد یہ نہیں ہے کہ کسی کو نیک عمل دکھا کر کیا جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کوئی خود سے دیکھ لے، دیکھنے میں اور دکھانے میں فرق ہوتا ہے۔ ساری دنیا دیکھ لے تب بھی آپ

۲۵؎ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۳۰۷، کتاب العلم، دار الفکر، بیروت

۲۶؎ سنن ابن ماجۃ: ۲/۷۸۸ (۴۲۲۶)، المکتبۃ الرحمانیۃ

کا عمل ضایع نہیں ہوگا۔ لیکن اگر خود آپ کی دکھانے کی نیت ہے تو وہ عمل ضایع ہوجائے گا۔ تو دیکھنے میں اور دکھانے میں فرق ہوتا ہے۔

بعض وقت دیکھنے کے خوف سے آدمی تسبیح جیب میں رکھ لیتا ہے کہ لوگ ہمیں بزرگ سمجھیں گے، اگر دیکھنے کے خوف سے آپ نے اپنی عبادت اور تلاوت چھوڑ دی تو یاد رکھیے مخلوق کے خوف سے چھوڑنا بھی ریا ہے۔ یہ محدث عظیم ملا علی قاری کا قول نقل کررہا ہوں۔ میں حوالہ بھی پیش کردیتا ہوں تاکہ اہل علم کے حلق سے اتر جائے۔ جو ہمارے اکابر کو نہیں مانتے ان کے حلق سے بھی یہ مضامین اُتر جائیں۔ تو مخلص کون ہے؟ جو دونوں بلاؤں سے نجات پاجائے، نہ غیر اللہ کے لیے عبادت کرے نہ غیر اللہ کے لیے عبادت چھوڑے۔ نہ غیر اللہ کے لیے عمل کرے نہ عمل ترک کرے۔

مجازینِ بیعت کے لیے ایک نصیحت

ایک بات عرض کرنی ہے کہ اگر کسی کو کوئی بزرگ اجازت بیعت دے دیں تو اسے کیا سمجھنا چاہیے؟ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کی اصلاح بغیر اجازتِ بیعت دیے نہیں ہوتی۔ ان کو شیخ نااہلیت کے باوجود بھی اجازت دے دیتا ہے تاکہ اس کو اصلاح کی مزید فکر ہوجائے۔ لٰہذا مجازین بیعت کو یہ ہرگز نہیں سوچنا چاہیے کہ میں بہت بڑا پیر بن گیا ہوں، یا خلافت ملنے سے میری حیثیت بڑھ گئی ہے۔ یہ سوچنا چاہیے کہ ہماری نااہلیت پر شیخ کو یہ ہی منکشف ہوا ہے کہ اس کو ایک پگڑی باندھ دو۔ شاید اس خوف سے ذمے داری کا احساس کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرلے۔

حضرت والا کی زبانی مولانا مظہر صاحب کے حالات

تو مولوی مظہر سلمہٗ کے بارے میں عرض کررہا تھا کہ یہ کتب خانے اور دواخانے میں بیٹھتے ہیں تو دنیا یہ ہی سمجھتی ہے کہ یہ صرف کتابیں اور دوائیں بیچتے ہیں لیکن یہ اپنے منہ سے کچھ نہیں کہہ سکتے اور خود سے کچھ کہنا مشکل بھی ہوتا ہے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ میں نے ان کو حصولِ علم دین کے لیے دارالعلوم میں داخلہ دلایا تھا، میری تمنا تھی کہ یہ حافظ قرآن

بن جائیں، یہ اپنی صحت کی وجہ سے حافظ تو نہ ہو سکے مگر جامعہ اشرفیہ لاہور میں چپکے چپکے قاری ہو گئے۔ مجھے تو علم نہیں تھا، لیکن جب آکر قرآن پڑھا تو دل خوش ہو گیا۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے مجھ سے الٰہ آباد میں فرمایا کہ تمہارے لڑکے مولوی محمد مظہر نے جب یہاں فجر کی نماز پڑھائی تو مجھے وجد اور لطف آگیا، غرض بہت اظہارِ مسرت فرمایا۔ تو الحمدللہ انہوں نے خفیہ خفیہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں قراءت کی مشق کی اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی یعنی یہ عالم بھی ہیں اور قاری بھی ہیں۔ یہ اس لیے عرض کر دیا کہ عام آدمی تو یہ ہی سمجھتا ہے کہ یہ دواخانے میں بیٹھتے ہیں اور کتابیں بیچتے ہیں۔ لیکن ان کا عالِم اور قاری ہونا کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اگر کسی کے اندر کوئی خوبی ہو تو اس کا اظہار بھی اس نیت سے کر دو کہ شاید اللہ تعالیٰ آیندہ ان سے دین کا کام لے لیں۔ دنیا میں کوئی ہمیشہ تو زندہ نہیں رہتا، ہمیں بھی ایک دن یہاں سے جانا ہے، لہٰذا میری ایک دعا پر آپ لوگ بھی آمین کہیں کہ خدائے تعالیٰ میری ذریات میں ہمیشہ ایسے صاحب نسبت اولیاء اللہ پیدا فرمائیں جو اس خانقاہ کو اللہ کی محبت کے انوار سے معمور رکھیں۔ دوستو کوئی باپ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ خالی ہو جائے۔ میں تو چھپ چھپ کر اللہ سے اپنی اولاد کے لیے دعائیں مانگتا ہوں کہ ان کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیں۔

میں ڈھاکہ میں تھا کہ میرے مرشد ثانی حضرت والا مولانا ابرار الحق صاحب کا ایک خط ملا کہ میں نے مسجدِ نبوی میں تمہارے بیٹے مولوی محمد مظہر کو خلافت اور مجازِ بیعت کی نعمت سے سرفراز کیا۔ اور اس خط کی ہیڈنگ یعنی سرخی تھی ''بشارتِ نعمت''۔ اور حضرت نے یہ خط مجھے بھیجا ان کو نہیں بھیجا۔ پھر میں نے مولوی مظہر سلمہٗ کو ڈھاکہ سے کراچی ٹیلی فون کر کے حضرت والا کے خط کا مضمون سنایا کیوں کہ ان کو بھی حرمین شریفین کے سفر پر جانا تھا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، کیوں کہ یہ ایسی نعمت ہے جس کو مانگا نہیں جاسکتا۔ اگر کوئی شخص اپنے شیخ سے اشارہ بھی کر دے کہ آپ مجھے خلافت دے دیں تو شیخ ساری زندگی اس کو تو خلافت نہیں دے گا، چاہے ساری دنیا کو دے دے مگر مانگنے والے کو نہیں دے گا۔ سمجھ جائے گا کہ اس کے دل میں بڑائی گھسی ہوئی ہے، بلکہ قرائن سے بھی اگر معلوم ہو جائے تو بھی نہیں دے گا کہ یہ آدمی باطنی طور پر اس مرض میں مبتلا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بے مانگے دے دیں تو ان کا انعام ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم اپنے اصولوں میں بہت سخت مشہور ہیں۔ اصولِ شریعت میں اور اصولِ سنّت میں کسی کی رعایت سے کوئی کام نہیں کرسکتے۔ یقیناً حضرت کے قلب میں اللہ نے بات ڈالی اور انہوں نے اللہ کو جواب دہ ہوتے ہوئے اور اپنے ضمیر کے لحاظ سے مطمئن ہوتے ہوئے مولوی محمد مظہر سلمہٗ کو خلافت اور مجازِ بیعت بنایا۔ اب اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے اور آپ سے میں آمین کی درخواست کرتا ہوں کہ ہم بھی نااہل ہیں، باپ بیٹے دونوں کو قابلیت کا دعویٰ نہیں ہے، لیکن اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو مردے سے کام لے لے، نہ چاہے تو بڑے بڑے سے کام نہیں ہوا۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم نہیں تھے، مگر اللہ نے انہیں علماء کا شیخ بنادیا جب کہ بڑے بڑے علماء سے دین کا اتنا کام نہیں ہوا۔

دین کے عظیم الشان کام اللہ والوں سے ہی لیے گئے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین کا کام ہمیشہ ان ہی علماء سے ہوا ہے جنھوں نے اللہ والوں کی، اپنے بڑوں کی جوتیاں اٹھائیں۔ آپ دیکھیے علامہ آلوسی سید محمود بغدادی کی تفسیر روح المعانی یہاں موجود ہے، اس کا اردو میں ترجمہ نہیں ہے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عربی تفاسیر میں یہ سب سے بڑی تفسیر ہے۔ تو اتنا بڑا مفسر کس کا مرید ہے؟ آج ان لوگوں کو بھی خبر نہیں ہے جو رات دن روح المعانی پڑھ رہے ہیں کہ علامہ آلوسی نے کسی اللہ والے کی جوتیاں بھی اٹھائی ہیں۔ آج میں ان کا روحانی شجرہ پیش کررہا ہوں۔ حضرت مولانا مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے بزرگ ہیں، سب ان کا نام جانتے ہیں، ان کے خلیفہ تھے شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ایران میں ان کے خلیفہ مولانا شاہ خالد کردی تھے، تفسیر روح المعانی کے مصنف سید محمود بغدادی ان ہی سے بیعت تھے اور علامہ شامی بھی ان ہی سے بیعت ہیں، آج ساری دنیا کے فقہاء ان کی کتاب سے فتاویٰ دے رہے ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا انعام عظیم ہے، وہ جس کو چاہیں اپنے دین کے لیے قبول فرمالیں۔

اہل اللہ سے فیض حاصل کرنے کی مدّت

جب مرغی کے پروں میں انڈا رکھا جاتا ہے تو اس کی مدت متعین ہوتی ہے کہ اکیس

دن کے بعد اس میں جان آجائے گی۔ اگر وہ انڈا پہلے ہی دن مرغی سے پوچھے کہ آج مجھے کیا فائدہ ہوا؟ دوسرے دن پوچھے کہ آج کیا فائدہ ہوا؟ اور مایوس ہو کر پروں سے باہر نکل جائے تو بھاگ کر جہاں بھی جائے گا حیات سے محروم رہے گا۔ لہٰذا اپنے شیخ سے بھی یومیہ روحانی ترقی مت پوچھو۔ اگر بچہ باپ سے پوچھے کہ آج ہم کتنا بڑھے؟ تو باپ کہے گا کہ روزانہ فیتہ لگا کر ناپنے سے پتا تھوڑی چلتا ہے، ایک سال کے بعد پتا چلے گا۔ لہٰذا اہل اللہ کی صحبت میں آنا جانا رکھیے، یہ نہ دیکھیے کہ آج کیا ملا؟ بس اعتماد پر کام کیجیے، ساری دنیا کی شاہراہوں سے جو لوگ گزر کر جہاں پہنچے ہیں آپ بھی اس کی تقلید کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ سپرہائی وے سے لوگ حیدرآباد پہنچ جاتے ہیں۔ حالاں کہ آپ خود کبھی گئے نہیں لیکن اعتماد کرتے ہیں یا نہیں؟ جانے والی بسوں کو دیکھ کر اعتماد کرلیتے ہیں، آنے والے مسافروں کو دیکھ کر اعتماد کرلیتے ہیں۔ تو دوستو اللہ والے بھی اللہ کے راستے سے اللہ تک پہنچے ہیں اور آپ کے لیے واپس بھی آئے ہیں، ان کا عروج بھی ہوا اور نزول بھی ہوا۔ ان سے پتا چلتا ہے کہ اللہ والوں کا راستہ کیا ہے؟ اللہ والا بننے کا ایک ہی نسخہ ہے کہ اللہ والوں کے پاس آنا جانا رکھیے۔ جلدی سے یہ فیصلہ نہ کیجیے کہ آج کیا ملا؟ اس جمعہ کو کیا ملا؟ جو ملے گا کچھ دن کے بعد پتا چلے گا اور آپ خود محسوس کرلیں گے جب آپ کی روح میں نئی جان آجائے گی۔ جیسے مرغی کے پروں کے نیچے انڈے میں جب جان آجاتی ہے تو وہ کیا کرتا ہے؟ وہ انڈے کے چھلکے کو چونچ مار کر توڑ دیتا ہے۔ جب آپ میں ایمانی حیات آئے گی تو آپ بھی اپنے تعلقات کی آہنی زنجیروں کو توڑ دیں گے۔ اس پر خواجہ صاحب کا ایک شعر یاد آیا؎

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ تو گریباں نہیں رہا

پھر ان شاء اللہ آپ خود محسوس کرلیں گے اور تمام تعلقات آپ کو مغلوب نظر آئیں گے؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اپنے شیخ کے پاس برابر آنا جانا رکھیے، جس کو جس بزرگ سے مناسبت ہو اس کے پاس آنا جانا رکھیے۔ چند دن میں ان شاء اللہ آہستہ آہستہ آپ بھی وہی کہیں گے جو

خواجہ صاحب نے کہا تھا۔ شروع میں ان کو پتا نہیں چلا کہ اللہ والوں کے پاس آنے جانے سے کیا ملتا ہے مگر بزرگوں کے اعتماد پر اپنے شیخ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے جاتے رہے لیکن جب دل میں کوئی چیز آئی تب خود فرمایا ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

اور اپنے شیخ حکیم الامّت کو خطاب کرکے فرمایا کہ ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

یعنی محبوب کا بھی محبوب بنادیا، اللہ والا اللہ کا محبوب ہوجاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہوجاتا ہے، یہاں تک کہ مخلوق میں بھی محبوب ہوجاتا ہے۔ اللہ سے محبت کرنے کا یہ ہی انعام ہے، ہر طرف سے محبت کی بارشیں ہوتی ہیں۔ واہ کیا محبت ہے اللہ کی! جہاں جاتا ہے محبت کی بارش پاتا ہے، کیوں کہ آسمان ان کا، زمین ان کی۔ دنیاوی لوگوں کی محبت کے بدلے میں ہر جگہ محبت نہیں ملتی کیوں کہ آسمان ان کے نہیں ہیں، زمین ان کی نہیں ہے۔ لیکن جو اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ کے عاشقوں کو ساری دنیا میں محبت کی بارش ملتی ہے کیوں کہ زمین اللہ کی ہے آسمان اللہ کا ہے، جہاں جاتے ہیں ان کی زمین سے خارج نہیں ہوتے، جہاں جاتے ہیں ان کے آسمانِ رحمت سے الگ نہیں ہوتے، سبحان اللہ۔

بس اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو اپنے دین کی خدمت کے لیے منتخب فرمالیں، مولوی مظہر سلّمہٗ کے لیے بھی دعا کیجیے اور میرے لیے بھی کہ دین کا جو کام ہورہا ہے اللہ اس میں اخلاص عطا فرمائے اور حُبِّ جاہ سے بچائے۔

دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ جو باتیں آپ کی دی ہوئی توفیق سے اور ہمارے بزرگوں کی جوتیاں اٹھانے کی برکت سے بیان ہوئیں یہ آپ کا اختر پر فضل ہوا۔ آج منبر سے آپ کی محبت کی جو باتیں بیان ہوئیں اختر قسم کھاسکتا ہے کہ اے خدا آپ کی محبت کا اختر سے حق ادا نہ ہوا اور اختر سے کیا بڑے بڑے اولیاء اللہ نے بھی یہ کہا کہ ہم سے اللہ کی محبت کی تعبیر اور عنوان

پر بیان کرنے کا حق ادا نہیں ہو سکا لیکن جو کچھ بھی آپ نے توفیق عطا فرمائی ہم اس کے شکر گزار ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟ لہٰذا اے اللہ ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جو بیان آپ کے کرم سے ہوا آپ میرے دل میں اس کو اتار دیجیے۔

کاش کہ اتر جائے میرے دل میں میری بات

اے اللہ سب سے پہلے مقرر کے دل میں اس کی باتوں کو اتار دے پھر میرے سارے دوستوں کے دلوں میں اس کو اتار دے اور ہم سب کو اپنا بنالے۔ یا اللہ آج چودہ اگست کا دن ہے، کتنے لوگ پریڈ اور فوجی تقریبات اور بہت سے ہنگامے اور تماشے دیکھنے گئے ہیں، اور تیرے کچھ بندوں نے اپنے نفس کی تفریحات کو چھوڑا، آپ کی باتیں سننے کے لیے اپنے لطف ولذّت کے تمام تماشوں کو چھوڑا، اے اللہ آپ ان قربانیوں کے صدقے میں، ان کے اس ایثار کی برکت سے ان کو اپنا بنا لیجیے۔

اے اللہ آپ ہمارے قلب میں دنیا کی تمام محبتوں کے جھنڈوں کو سرنگوں کر کے اپنی محبت کا جھنڈا لہرا دیجیے اور ہمارے قلب کو اسلام آباد کی طرح اپنی محبت کا دارالخلافہ بنا دیجیے اور اپنا اتنا قرب عطا فرمایے جتنا آپ اپنے دوستوں اور اولیاء اللہ کو عطا کرتے ہیں۔ اے خدا اگرچہ ہمارے سینے گندے ہیں، آپ کے لائق نہیں ہیں لیکن آپ کے کرم کا سورج نجاست پر بھی اثر کر کے اس پر گلاب اور چنبیلی پیدا کر دیتا ہے۔

اے اللہ آپ نے قرآن میں یہ اعلان فرمایا ہے:

وَلَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا

اگر اللہ کا فضل و رحمت نہ ہو تو دنیا میں کوئی انسان پاک نہیں ہو سکتا، ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ اور آپ یہ بھی فرماتے ہیں وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ[۲۷] کہ جس کو ہم چاہتے ہیں اسے پاک کر دیتے ہیں۔ اے اللہ آپ کی مشیت میرے اختیار میں نہیں ہے، روئے زمین پر کسی کے بھی اختیار میں نہیں ہے، آپ کی مشیت آپ ہی کے اختیار میں ہے لہٰذا ازراہِ کرم اپنی رحمت کے صدقے میں اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور جن اولیاء اللہ کی ہم نے

۲۷؎ النور:۲۱

جوتیاں اٹھائیں ہیں، آپ کے لیے ان سے محبت کی ہے، ان بزرگوں کی برکتوں سے ہمارے لیے اپنی مشیت اور اپنا فیصلہ کر کے ہمارا تزکیۂ نفس فرما دیجیے، ہماری اصلاح نفس کے لیے فیصلہ فرما دیجیے، ہمیں غیر اللہ سے چھڑا کر اپنا بنا لیجیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیۡکٌ مُّقۡتَدِرٌ مَّا تَشَاءُ مِنۡ اَمۡرٍ یَّکُوۡنُ اَسۡعِدۡنَا فِی الدَّارَیۡنِ وَکُنۡ لَّنَا وَلَا تَکُنۡ عَلَیۡنَا وَانۡصُرۡ عَلٰی مَنۡ بَغٰی عَلَیۡنَا

اے اللہ ہمیں دونوں جہاں میں نیک بخت بنا اور دونوں جہاں میں عافیت عطا فرما۔ اور میرے خلاف نہ ہوئیے اور جو میرے دشمن ہیں ان پر آپ میری مدد کیجیے اور قرض کے غم سے نجات عطا فرمایئے اور قہر الرجال سے بچایئے یعنی کسی کا ہم پر غلبہ نہ ہو، اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے نجات نصیب فرمایئے۔ اللہ اپنی رحمت سے ہماری سب دعاؤں کو قبول فرما لیجیے۔ اللہ اس دعا کی برکت سے دونوں جہان کی فلاح ہم کو عطا فرما دیجیے، آمین۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الۡحَمۡدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ الۡمَنَّانُ بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ
وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ
بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ

❋❋❋❋

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

دینِ اسلام کی راہ پر گامزن ہونا انسان کا اصل مقصدِ حیات ہے۔ لیکن اس راہ میں جا بجا راہزن بیٹھے ہیں جو راہِ حق پر چلنے والوں کے ایمان کو لوٹنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا حربہ احکامِ شریعت سے ہٹ کر رسوم و خرافات کو پیش کرنا ہے تاکہ انسان ان کو ہی مقصد سمجھ کر ان میں اُلجھا رہے اور قرآن و سنت کی راہ سے ہٹ جائے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''تاثیرِ قلوبِ اولیاء'' میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ جو قرآن کی روشنی سے ہٹ کر سلوک طے کرے گا وہ ساری زندگی ذلیل و رسوا اور خدا کے قرب کی لذت سے نا آشنا رہے گا۔ اسی لیے صحبتِ اہل اللہ کی ضرورت پڑتی ہے، جن کے نورانی قلوب کی تاثیر اور شریعت و سنت پر مداومت کی برکت سے انسان گمراہ ہونے سے محفوظ رہتا ہے اور قرآن و سنت کی راہ پر تادم آخر قائم رہتا ہے۔

AW151